ڈاکٹر محمد امتیاز
گورنمنٹ کالج آف کامرس اینڈ منجمنٹ سائنسز -II ، نوشہرہ

مکاتیب؛ مالک رام بنام ڈاکٹر وحید قریشی

Malik Ram and Dr. Waheed Qureshi are the well known personalities in Urdu literature, who share similarities in abundance in their creations. They had warm correspondence with each other for about thirteen years. The present collection of letters is an effort to bring into limelight the literary essence of those letters with valuable citations.

مالک رام:

تعارف: مالک رام کا پورا نام مالک رام بویجا تھا۔ وہ اُردو، فارسی اورعربی زبان و ادب کے اعلیٰ پائے کے محقق، نقاداور ادیب تھے۔ اُن کی وجہ شہرت غالب شناسی بھی ہے۔ اُن کا تصنیفی سرمایہ تقریباً ۸۰ کتب ہیں جو اُن کی زندگی ہی میں شائع ہوئے۔ اُنھوں نے ادب، تاریخ اور اسلامی فنون وعلوم اور السنہ پر لکھا ہے۔ اس کے علاوہ دوسو (۲۰۰) سے زائد تحقیقی وتنقیدی مقالات ومضامین پاک و ہند کے موٴقر رسائل و جرائد میں شائع ہوئے ہیں۔ بیسویں صدی کے جن تین محققین نے انفرادی اور اجتماعی طور پر اُردو تحقیق کو جدید تقاضوں سے آشنا کیا اُن میں قاضی عبدالودود (۱۹۸۴ء۔۱۸۹۶ء)، مولانا امتیاز علی خاں عرشی (۱۹۰۴ء۔۱۹۸۱ء) اور مالک رام کے نام سرفہرست ہیں۔

سوانحی حالات: مالک رام ۲۲/دسمبر ۱۹۰۶ء کو پھالیہ، پنجاب میں پیدا ہوئے۔ اُنھوں نے میٹرک تک تعلیم وزیر آباد میں حاصل کی۔ ۱۹۲۵ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے تاریخ اور ۱۹۳۲ء میں پنجاب یونی ورسٹی سے قانون کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸/ مئی ۱۹۳۱ء میں اُن کی شادی ساہی وال کے لالہ دھنپت رائے کی بیٹی سے ہوئی۔ اُنھوں نے صحافت سے ملازمت کا آغاز کیا اور ۱۹۳۱ء تا ۱۹۳۷ء صحافت کے پیشے سے منسلک رہے۔ ماہنامہ'' نیرنگِ خیال'' لاہور،ہفت روزہ'' آریا گزٹ'' کے مدیراور روزنامہ'' بھارت ماتھا'' (جنوری ۱۹۳۶ء تا جون ۱۹۳۶ء) نائب مدیر رہے۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے بعد مالک رام کا خاندان پھالیہ، پاکستان سے ہندوستان ہجرت کر گیا۔[۱]

۱۹۳۸ء میں حکومتِ ہند کی طرف سے اسکندریہ چلے گئے۔ ۱۹۴۷ء میں انڈین فارن سروسز میں شمولیت اختیار کی۔ بہ سلسلہ ملازمت ترکی، مصر، عراق، سوڈان، لبنان، سعودی عرب، مشرقِ وسطیٰ کے ریاستوں کے دورے کیے۔ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو ہندستان واپس پہنچے۔ ۱۹۶۵ء میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ سرکاری ملازمت سے سبکدوشی کے بعد انڈین نیشنل اکیڈمی آف لیٹرز، ساہتیہ اکاڈیمی نئی دہلی میں شامل ہوگئے۔

مالک رام نے اپنی پوری زندگی علمی، ادبی او رتحقیقی کاموں میں گزاری۔ جس کے نتیجے میں کئی یادگار تصانیف اور قابلِ قدر

سرمایہ چھوڑا۔ اپنی وفات سے پہلے اُنھوں نے اپنی ذاتی لائبریری جو نایاب کتابوں اور نادر مخطوطات پر مشتمل تھی جامعہ ہمدرد یونی ورسٹی دہلی کی لائبریری کو عطیے میں دے دی۔ یہ عطیہ یونی ورسٹی کی لائبریری میں '' ذخیرۂ مالک رام'' کے نام سے مختص ہے۔ مالک رام ۸۶ سال کی عمر میں ۱۶/اپریل ۱۹۹۳ء کو نئی دہلی میں وفات پا گئے۔

ادبی زندگی اور تصنیفی و تالیفی کام:

بطور غالب شناس: مالک رام نے غالب کا اُردو اور فارسی کلام، دیوانِ غالب، خطوطِ غالب، سبد چین، گلِ رعنا مرتب کیے۔ ۳۱ سال کی عمر میں اُنھوں نے غالب پر تحقیقی کام '' ذکرِ غالب'' کے نام سے مکمل کیا۔ جو ۱۹۳۸ء میں کتابی صورت میں منظرِ عام پر آیا۔ '' ذکرِ غالب'' نظر ثانی کے بعد پانچویں بار جب منظرِ عام پر آئی تو یہ غالب پر ایک حوالے اور سند کی کتابوں میں شمار ہونے لگی۔ ناقدین کے نزدیک مالک رام کا صرف یہی کام ان کی شہرت کے لیے کافی تھا۔ غالب پر ان کی دیگر تصانیف درج ذیل ہیں:

مرزا غالب (۱۹۶۸ء انگریزی زبان میں)، تلامذۂ غالب (۱۹۵۸ء)، فسانۂ غالب (۱۹۷۷ء)، گفتارِ غالب (۱۹۸۵ء)، عیارِ غالب (۱۹۶۹ء)۔

مولانا آزاد: ساہتیہ اکاڈیمی نئی دہلی میں تین سال کے عرصے میں مولانا ابوالکلام آزاد کے خطوط، تقاریر، ادبی کام، ترجمہ قرآن (اُردو چار جلدیں) کو مرتب کیا۔ اُن کی تصنیف '' کچھ مولانا آزاد کے بارے میں'' جس میں آزاد کی حیات اور کارناموں کا ذکر ہے پہلی بار ۱۹۸۹ء میں منظر عام پر آئی۔

تحریر: جنوری ۱۹۶۷ء کو مالک رام نے سہ ماہی ادبی رسالہ '' تحریر'' کا اجراء کیا۔ جس کے مدیر بھی وہ خود ہی تھے۔ یہ ایک علمی، ادبی اور تحقیقی رسالہ تھا جس میں تحقیقی، تنقیدی مقالات اور ادبی شخصیات پر مضامین شائع ہوتے تھے۔ '' تحریر'' کا آخری شمارہ دسمبر ۱۹۷۸ء میں نکلا۔ بارہ سالوں میں '' تحریر'' کے کل ۴۶ شمارے شائع ہوئے۔ مالک رام خرابی صحت کے سبب مزید شمارے نہیں نکال سکے اور اُنھیں '' تحریر'' بند کرنا پڑا۔[۲]

ادارہ علمی مجلس: مالک رام نے نوجوان محققین اور ناقدین کی تربیت کے لیے ایک ادارہ علمی مجلس کے نام سے بنایا۔ جس میں اُنھوں نے کئی ایک نوجوان اُردو ادیبوں اور سکالروں کی تربیت کی۔ نوجوانوں کو تحقیق کی طرف راغب کیا۔

معاصرین پر کام: مالک رام نے اپنے دور کے ادبا و شعرا کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ اُنھوں نے جن معاصرین پر تحقیقی و تنقیدی کام کیا ہے ان کے نام درج ذیل ہیں:

۱) جگر بریلوی۔ شخصیت اور فن (۱۸۹۰ء۔ ۱۹۷۶ء)۔

۲) جوش ملسیانی ..... شخصیت اور فن (۱۸۸۴ء۔ ۱۹۷۶ء)

۳) سید مسعود حسن رضوی ادیب...... ذات وصفات (۱۸۹۳ء۔ ۱۹۷۵ء)

۴) رشید احمد صدیقی ..... کردار، افکار، گفتار (۱۸۹۴ء۔ ۱۹۷۷ء)

۵) ایل۔ اکبر آبادی (۱۸۸۵ء۔ ۱۹۸۰ء) (۶)۔ ضیا فتح آبادی.... شخص اور شاعری (۱۹۱۳ء۔ ۱۹۸۶ء)

مالک رام نے چھے ممتاز علمی و ادبی شخصیات اور ماہرین تعلیم پر نذرو بھی ترتیب دیے ہیں۔ ہر مجموعہ نذر میں ان کا تحقیقی مقالہ بھی شامل ہے۔ اُنھوں نے جو نذر و ترتیب دیے ہیں وہ حسبِ ذیل ہیں:

(ا)۔ نذرِ ذاکر: ذاکر حسین (۱۸۹۷ء۔ ۱۹۶۹ء) (۲)۔نذرِ عابد: سید عابد حسین (۱۸۹۶ء۔ ۱۹۷۸ء)

(۳)۔ نذرِ عرشی: امتیاز علی خان عرشی (۱۹۰۴ء۔ ۱۹۸۱ء) (۴)۔نذرِ زیدی: بشیر حسین زیدی (۱۸۹۸ء۔۱۹۹۲ء)

(۵)۔ نذرِ حمید: حکیم عبد الحمید (۱۹۰۸ء۔ ۱۹۹۹ء) (۶)۔نذرِ مختار: مختار الدین احمد آرزو (۱۹۲۴ء۔ ۲۰۱۰ء)

دیگر تصانیف: قدیم دہلی کالج، وہ صورتیں الٰہی، تذکرۂ ماہ و سال، ہمرابی اور بابلی تہذیب و تمدّن ،عورت اور اسلامی تعلیم ، اسلامیات ۔

مالک رام کی علمی و ادبی اور تحقیقی خدمات پر بھی کئی ایک اداروں نے انھیں تحریری صورت میں خراجِ تحسین پیش کیا۔جن کی تفصیل یہ ہے:

غالب شناس مالک رام (گیان چند) ، مالک رام ایک مطالعہ ، (حسین علی جواد زیدی) ، ارمغانِ مالک ، (گوپی چند نارنگ) ، نذرِ مالک رام ،(حسین علی جواد زیدی) ، مالک نامہ (بشیر حسین زیدی) مالک رام نمبر (اپریل ۱۹۹۴ء ماہنامہ ’’قومی زبان‘‘ کراچی) ،خصوصی شمارہ آج کل (نئی دہلی) ، مالک رام حیات اور کارنامہ (محمد راشد)۔

اعزازات:

ا)۔ اُتر پردیش گورنمنٹ ۔گلِ رعنا (۱۹۷۱ء) پر۔

۲)۔ اُتر پردیش اُردو اکیڈمی لکھنؤ ۔تذکرۂ معاصرین (جلد اوّل) ۱۹۷۳ء پر۔

۳)۔ اُتر پردیش اُردو اکیڈمی لکھنؤ۔ وہ صورتیں الٰہی (۱۹۷۴ء)پر۔

۴)۔ ساہتیہ کال پردیش دہلی، اُردو ایوارڈ (۱۹۷۵ء)

۵)۔ بہار اُردو اکیڈمی پٹنہ، تذکرۂ معاصرین (جلد دوم) ۱۹۷۵ء

۶)۔ غالب انسی ٹیوٹ نئی دہلی، غالب ایوارڈ ۱۹۷۶ء

۷)۔ میر اکیڈمی لکھنؤ، امتیاز میر ایوارڈ ۱۹۷۷ء۔

۸)۔ میر اکیڈمی لکھنؤ، افتخارِ میر ایوارڈ ۱۹۸۱ء

۹)۔ اُتر پردیش اکیڈمی لکھنؤ، تذکرۂ معاصرین (جلد چہارم) ۱۹۸۲ء

۱۰)۔ ساہتیہ اکیڈمی)(نیشنل اکیڈمی آف لیٹرز) نئی دہلی، اُردو ایوارڈ’’ تذکرۂ معاصرین (جلد چہارم)۱۹۸۳ء پر۔

۱۱)۔ اُردو اکیڈمی دہلی، تلامذۂ غالب ۱۹۸۴ء پر۔

۱۲)۔ بہار اُردو اکیڈمی پٹنہ، اُرد

۱۳)۔ ڈاکٹر ذاکر حسین اُردو انعام، اُردو ادب اور تحقیق (۱۹۸۷ء) پر۔

پروفیسر ڈاکٹر وحید قریشی:

تعارف: ڈاکٹر وحید قریشی (۱۴/ فروری ۱۹۲۵ء، ۱۷/ اکتوبر ۲۰۰۹ء) کا اصل نام عبد الوحید تھا۔ وہ میانوالی میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک معروف نقاد، محقق، ادیب، شاعر، ماہر اقبالیات و پاکستانیات ہیں۔۱۹۴۶ء میں ایم اے (فارسی)، ۱۹۵۰ء میں ایم اے (تاریخ)، ۱۹۵۲ء میں پی ایچ ڈی (فارسی) اور ۱۹۶۵ء میں ڈی لٹ (اُردو) کی ڈگریاں حاصل کیں۔ متعدد کالجوں میں اُردو تاریخ، فارسی اور پنجابی کی تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔ جامعہ پنجاب لاہور میں پروفیسر، صدرِ شعبۂ اُردو اور پنجابی، غالب پروفیسر، اورینٹل کالج کے پرنسپل اور ڈین فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ رہے۔ کئی انعامات سے نوازے گئے۔ ۱۹۹۳ء میں انھیں تمغاے حسنِ کارکردگی سے نوازا گیا۔

مقتدرہ قومی زبان (موجودہ نام: ادارہ فروغِ قومی زبان) کے صدر نشین کی حیثیت سے انھوں نے ۱۹۸۳ء سے ۱۹۸۷ء تک یادگار علمی، تحقیقی اور انتظامی خدمات سرانجام دیں۔ آپ ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی کے صدرِ نشین بھی رہے۔ رائٹرز گلڈ کی صوبائی شاخ کے سیکرٹری بھی رہے۔

علمی و ادبی خدمات: ڈاکٹر وحید قریشی ایک روشن دماغ اور رجائیت پسند انسان تھے۔ ان کی قوتِ عمل، لگن، محنت، نکتہ دانی اور بذلہ سنجی کمال درجے کی تھی۔ ان کی قوت ارادی، امید پرستی، خوش مذاقی، ذہانت، ذکاوت اور دوسروں کو کام پر مائل کرنے کی خُو اس قابل ہے کہ اسے اپنے لیے مشعل راہ بنایا جاسکتا ہے۔ وہ بلا کے ذہین آدمی تھے۔ بہت سے ساتھیوں کی پی ایچ ڈی کی ڈگری اُن ہی کی مرہونِ منت ہے۔ وہ ایک ایسے اُستاد تھے جو اپنے شاگردوں کو زبردستی پڑھاتے اور راہ نمائی کرتے تھے۔ اس حوالے سے حمید قیصر لکھتے ہیں:

> ''ڈاکٹر وحید قریشی اُردو کے ایسے اُستاد تھے جن کے کمرۂ جماعت کے باہر دوسری جماعتوں کے طالب علم کھڑے ہو کر اُن کا لیکچر سنا کرتے۔'' ۳

ڈاکٹر وحید قریشی نے حافظ محمود شیرانی کی روایت کو جاری رکھتے ہوئے اردو تحقیق میں ایک ٹھوس اور سنجیدہ روایت قائم کی۔ مختلف موضوعات پر ڈاکٹر وحید قریشی کی ۸۰ سے زائد تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں۔ انھوں نے اردو، فارسی اور انگریزی زبان میں تحقیق و تدوین، تصنیف و تالیف اور تنقید کے شعبے اختیار کیے۔ کئی علمی و تحقیقی جریدوں کے مدیر رہے۔ ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان کے علمی مجلّہ؛ مجلّہ، صحیفہ، لاہور مجلس ترقی ادب، مجلّہ 'تحقیق' جامعہ پنجاب لاہور، اورینٹل کالج میگزین، اورینٹل کالج لاہور، مجلّہ' اقبال ریویؤ، اقبال اکادمی لاہور، اخبارِ اردو، کے مدیر رہے ہیں۔

ڈاکٹر وحید قریشی نے تنقید و تحقیق کے ضمن میں بے شمار موضوعات پر قلم اٹھایا۔ وہ ماہر ثقافت بھی تھے۔ اُنھوں قائد اعظم، نظریہ پاکستان اور پاکستانی معاشرے کے حوالے سے کئی کتب تصنیف کیں اور ان میں پاکستانی طرز معاشرت کے بنیادی عناصر اجاگر کیے۔ جن میں قومی زبان، رسم الخط، نظامِ تعلیم، قومی و ملی قدروں کے احیاء اور اسلامی سرچشمہ ہدایت بھی قرآن وسنت کا ذکر کیا جو ہمارے آئین اور قانون کی بنیاد ہیں۔

ڈاکٹر وحید قریشی نے اقبال شناسی کے حوالے سے نئے فکری زاویے تلاش کیے۔ انھوں نے اپنی تصنیف؛ اساسیاتِ اقبال، میں اقبال کی زندگی، تاریخ پیدائش، تعلیمی مصروفیات اور دیگر امور کا محققانہ جائزہ لینے کے لیے غیر معتبر روایتوں پر اعتماد کرنے کو غلط

اور تحقیقی مزاج کے منافی عمل قرار دیا۔

ڈاکٹر وحید قریشی اردو زبان کی ترویج اور عملی طور پر اس کو سرکاری زبان بنانے کے لیے زندگی بھر کوشاں رہے۔ وہ زبان کو پاکستان کی قومیت کا اہم ترین عنصر سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں زبان کسی بھی قوم کی تہذیبی اور تمدنی زندگی کی علامت ہوتی ہے۔

ڈاکٹر وحید قریشی کے فن کی ایک جہت ایک حساس اور پُر گو شاعر کی بھی ہے۔ انھوں نے نظم اور غزل کے پیرائے میں اپنے احساسات کو پیش کیا۔ ان کے تین مجموعے'' الواح ، نقدِ جاں ، اور ڈھلتی عمر کے نوحے، منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔[۴]

تصانیف: اُردو نثر کے میلانات، اقبال اور پاکستانی قومیت، اساسیاتِ پاکستان، جدیدیت کی تلاش میں، مقالاتِ تحقیق، پاکستان کی نظریاتی بنیادیں، شبلی کی حیاتِ معاشقہ، مطالعۂ حالی، باغ و بہار ایک تجزیہ، میر حسن اور ان کا زمانہ، کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ، نذرِ غالب۔

مالک رام کے زیرِ نظر مکاتیب معروف محقق و اقبال شناس پروفیسر ڈاکٹر وحید قریشی کے نام ہیں۔ دونوں کے تعلقات کا سلسلہ ان مکاتیب کی روشنی میں ۱۹۶۷ء تا ۱۹۸۰ء یعنی ۱۳ برسوں پر محیط ہے۔ مکاتیب کے مندرجات میں مکتوب نگار اور مکتوب الیہ کے درمیان باہمی روابط کے علاوہ علمی، تحقیقی اور ادبی کاموں کی رفتار، منصوبوں کی تکمیل، کتابوں کی اشاعت، رسالوں میں مضامین کی اشاعت اور دیگر علمی نقاط زیرِ بحث رہے ہیں۔

مالک رام اپنے نام کے پیڈ اور سادہ کاغذوں پر خط لکھتے تھے۔ پیڈ کی طرح سادہ کاغذ پر بھی خط کے آغاز میں اپنا پورا نام اور پتا اُردو یا انگریزی میں لکھ دیتے ہیں۔ مالک رام نے خطوں میں جدید املا کا خیال رکھا ہے۔ زیادہ القاب و آداب کے چکروں میں نہیں پڑتے۔ مکتوب الیہ کو ''محبّ مکرم'' اور ''مکرم'' سے مخاطب کرتے ہیں۔

راقم نے ان مکاتیب کے متن کو پیش کرنے میں تدوین و ترتیبِ متن کے اُصولوں کو پیشِ نظر رکھا ہے اور کوشش کی ہے کہ پوری متن نقل ہو۔ مکتوب نگار کے سہوِ قلم کو قوسینِ کبیر [ ] میں لکھ دیا گیا ہے۔ مکاتیب کی بہتر تفہیم کے لیے آخر میں حواشی و تعلیقات لکھ دیے ہیں۔ حواشی و تعلیقات کے لیے جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے انھیں آخر میں کتابیات کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے۔

خط (۱)

431 Road (Jang New Delhi)

۳۰/ نومبر ۱۹۶۷ء

مکرمی۔ احباب کی خواہش ہے کہ ڈاکٹر سید عابد حسین مدظلہ[۵] کی خدمت میں ایک مجموعہ مضامین پیش کیا جائے۔ ترتیب کا کام میرے سپرد ہوا ہے۔ آپ سے درخواست کر رہا ہوں کہ اس کے لیے اپنی پسند کے کسی علمی / تحقیقی موضوع پر مقالہ عنایت فرمائیے۔ اگر مضمون فروری / مارچ تک عنایت فرما سکیں، تو مزید ممنونیت کا باعث ہوگا۔

والسلام والاکرام   خاکسار

مالک رام

خط(۲)

مالک رام

C- 396 Defence Colony

New Delhi- 3

۱۷/ اگست ۱۹۶۸ء

مکرم بندہ آداب

۲۹ مئی کے خط کا جواب بہت تاخیر سے لکھ رہا ہوں۔ چونکہ یہ ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ اس لیے معافی نہیں مانگتا۔ لیکن آئندہ اس سے یہ نہ خیال کیجیے گا کہ میں نے سہل انگاری سے کام لیا ہے۔ بلکہ میں جن حالات سے گزر رہا ہوں۔ اس میں تاخیر ناگزیر ہے۔

تحریر[۶] کے تمام شمارے (۱۔۶) رجسٹری سے بھیجے جا رہے ہیں۔ خدا کرے، بحفاظت آپ تک پہنچ جائیں۔

آپ تحریر کے غالب نمبر[۷] کے لیے مضمون عنایت فرمائیے کہ پہلی فرمائش میری ہے۔ اگر میں کچھ لکھ سکا، تو حاضر کر دوں گا، ورنہ معاف فرمادیجیے۔ تو فرمائیے، مضمون کب تک ملے گا؟

نذرِ ذاکر[۸] میری مرتب کردہ ہے، قبلہ ڈاکٹر تارا چند[۹] کا نام آپ نے کیسے لکھ دیا۔ خود انھوں نے اداریہ میں صراحت کی ہے۔

والسلام والاکرام　　　　خاکسار

مالک رام

☆☆☆

خط(۳)

C- 396 Defence Colony

New Delhi- 3

۲۷/ جون ۱۹۷۰ء

آداب

مضمون کی فرمائش موصول ہوئی۔ میرے لیے نیا مضمون قلمبند کرنا تو غالباً ممکن نہ ہو، لیکن میں نے اپنے رسالہ ''تحریر'' کے لیے وفیات[۱۰] کے عنوان سے مرحوم سے متعلق جو کچھ لکھا ہے، اس کی نقل بھجوا سکتا ہوں، اس میں ظاہر ہے کہ، بیشتر حالات ہی ہیں۔ کیا یہ کافی ہوگا؟

خدا کرے، آپ ہر طرح سے خوش و خرم ہوں۔ آمین

والسلام والاکرام　　　　　خاکسار

مالک رام

☆☆☆

خط(۴)

Malik Ram

C- 396 Defence Colony

New Delhi- 24

۶/ جون ۱۹۷۵ء

مکرمی جناب ڈاکٹر وحید قریشی صاحب، آداب

دو تین [دن] ہوئے ۔ نارنگ صاحب [۱۱] نے آپ کا مرسلہ نسخہ ’’ نذرِ غالب‘‘ پہنچایا۔شکریہ قبول فرمایئے ۔آپ نے حسین علی خان شاداں [۱۲] کو غالب کا شاگرد کیونکر لکھا؟

خیر، اس وقت ایک اور درخواست لے کر حاضر ہو رہا ہوں۔کیا آپ پروفیسر رشید احمد صدیقی [۱۳] کے ادب کے کسی پہلو پر ایک مبسوط مقالہ عنایت فرمائیں گے؟ بحیثیت نقاد (مثلاً) یا کوئی موضوع لے لیجیے۔

اگر یہ مضمون مجھے اواخر جولائی یا وسطِ اگست تک مل جائے، تو میرا کام نکل جائے گا۔لیکن شرط یہ ہے کہ مضمون مکمل ہو اور قاری کو تشنگی کا احساس نہ رہ جائے۔شکریہ پیشگی۔

والسلام والاکرام　　　　　خاکسار

مالک رام

☆☆☆

خط(۵)

Malik Ram

C- 396 Defence Colony

New Delhi- 24

۲۳/ جون ۱۹۷۵ء

کرم فرما۔ جناب ڈاکٹر صاحب! آداب

میں ''نذرِ غالب'' کا شکریہ ادا کر چکا ہوں۔ امید واثق ہے کہ ملا ہوگا۔

شاید آپ کو معلوم ہو کہ میں پار سال [۱۴] سے عارضۂ قلب کا مریض ہو گیا ہوں۔ لیکن میرے پروگرام کا ایک حصّہ ہنوز نامکمل ہے، اور وہ یہ کہ میں جن دوستوں کی خدمت میں مجموعہ ہائے مضامین پیش کرنا چاہتا تھا، ان میں سے دو مجموعے تیار نہیں کر سکا۔ چونکہ علالت کے پیشِ نظر کسی بات کا اعتبار نہیں، اس لیے فیصلہ یہ کیا ہے کہ دونوں پر بیک وقت کام شروع کر دوں اور احباب سے درخواست کروں کہ وہ دو مضمون عنایت فرمائیں۔ جو دونوں مجموعوں کے کام آسکیں۔

یہی گزارش لے کر حاضر خدمت ہو رہا ہوں۔ کیا آپ اسے قبول فرمائیں گے اور اگلے تین مہینے میں (یعنی ستمبر کے آخر یا اکتوبر کے شروع تک) یہ دو مضمون دے سکیں گے؟ میں نے ''ارمغانِ مالک'' [۱۵] کے تینوں حصے (دو اردو اور ایک انگریزی) پیر حسام الدین راشدی [۱۶] کے ذریعے آپ کی خدمت میں بھجوائے تھے۔ خدا کرے، انھوں نے پہنچا دیے ہوں۔

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر [۱۷] کا پتا مجھے معلوم نہیں ہے۔ ان کی خدمت میں بھی یہی درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ اگر زحمت نہ ہو، تو ملفوف ان تک پہنچا دیجیے۔ شکریہ

کہیے، آج کل صحیفہ [۱۸] کا کیا حال ہے؟ مجھے اس کا غالب ۲ ملا تھا۔ اس کے بعد سلسلہ منقطع ہو گیا۔ آپ نے عابد [۱۹] اور تاج [۲۰] اور شاہد [۲۱] اور کچھ اور صاحبان کے لیے بھی خاص نمبر شائع کیے تھے۔ خدا معلوم، اب وہ دستیاب ہو سکتے ہیں، یا نہیں۔ اگر مل جائیں، تو کیا کہنا! خدا کا شکر اور آپ کا شکریہ ادا کروں گا۔

والسلام والاکرام　　　　خاکسار

مالک رام

☆☆☆

خط (۶)

Malik Ram

C- 396 Defence Colony

New Delhi- 24

۲/ جولائی ۱۹۷۵ء

محبّ مکرم۔ میرا پچھلا خط ملا ہوگا۔ اس کے جواب باصواب کا بچینی [بے چینی] سے انتظار ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میری درخواست قبول فرمائیں گے۔

اس کے بعد صحیفہ کے غالب نمبر (۱،۲) دیکھنے کا موقع ملا، جو یہاں غالب اکیڈمی کے کتابخانے [کتاب خانے] سے منگو الیے تھے۔ نمبر۲ کے شروع میں نمبر۳ اور نمبر۴ کا اشتہار ہے۔ یہاں کسی کتابخانے میں ان کا سراغ نہیں مل سکا۔ کیا یہ ممکن ہے

کہ آپ کے وساطت سے ان کا ایک ایک نسخہ مہیا ہو جائے۔ ان میں سے بعض مضامین کو فوری طور پر دیکھنا ضروری ہو گیا ہے۔

خدا کرے، مزاج عالی ہر طرح سے قرین صحت ہو۔ آمین

والسلام والاکرام خاکسار

مالک رام

☆☆☆

خط(۷)

Malik Ram

C- 396 Defence Colony

New Delhi- 24

۱۱/ فروری ۱۹۷۶ء

مجی۔ بہت دن ہوئے، ایک صاحب نے ٹلیفون [ٹیلی فون] پر اطلاع دی کہ آپ کی طرف سے کوئی صاحب تشریف لائے ہیں، اور میرے لیے ایک خط دے گئے ہیں۔ یہ بھی بتایا کہ وہ صاحب غالباً سیر کے لیے، آگرے گئے ہیں اور واپسی پر مجھ سے ملیں گے۔ بعد کو انھوں نے وہ خط تو ڈاک سے بھیج دیا، لیکن وہ صاحب آج تک تشریف نہیں لائے۔

خیال تھا کہ وہ آئیں گے، تو آپ کی مطلوبہ کتابیں ان کے حوالے کر دوں گا، لیکن چونکہ وہ نہیں آئے، اس لیے تعمیلِ ارشاد سے معذور رہا۔ اگر کوئی اور صاحب ادھر آنے والوں میں سے، آپ کے علم میں ہوں، تو ان سے کہیے کہ مجھ سے ملنے کی کوشش کریں۔

میں اگست ۱۹۷۴ء سے عارضۂ قلب میں گرفتار ہو گیا ہوں۔ نقل و حرکت پر بہت پابندیاں ہیں۔ اس لیے بیشتر وقت گھر ہی پر گزارتا ہوں۔ ٹلیفون بھی ہے، اس لیے اگر وہ صاحب مجھ سے رابطہ پیدا کرنا چاہیں، تو انھیں کسی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

میں نے آپ کی مرسلہ کتاب ''نذرِ غالب'' کا شکریہ ادا کیا تھا۔ خدا معلوم، وہ خط آپ کو ملا یا نہیں۔ میں نے لکھا تھا کہ آپ نے حسین علی خان شاداں کو کیونکر تلامذۂ غالب میں شامل کر لیا؟

تھوڑے دن ہوئے، میں نے یہ درخوست بھی کی تھی کہ میں دو کتابیں، یہاں کے دو اصحاب کی خدمت میں پیش کرنے کو مرتّب کر رہا ہوں، بہت کرم ہو، اگر ان کے لیے دو مضمون عنایت فرمائیں۔ مضمون زیادہ طویل نہ ہوں۔ زیادہ ضخیم کتابیں شائع کرنے کا اب زمانہ نہیں رہا۔ اس خط کا جواب نہیں ملا۔

یاد نہیں رہا۔ میں نے آپ کے وہاں سے کسی پرچے میں'' فگار دہلوی : حالات و انتخابِ کلام'' پر گوہر نوشاہی [۲۲] کا تبصرہ

دیکھا تھا۔ اس پر میں نے نوشاہی صاحب سے درخواست کی کہ اگر یہ کتاب بھیج سکیں، تو ممنون احسان ہوں گا۔ انھوں نے جواب نہیں دیا۔ اسی درخواست کا اب آپ سے اعادہ کر رہا ہوں؛ آپ کرم فرمائیں۔

والسلام والاکرام　　　　　　خاکسار

مالک رام

☆☆☆

خط(۸)

Malik Ram

C- 396 Defence Colony

New Delhi- 24

۷/ مارچ ۱۹۷۶ء

مجی مکرمی۔ اتفاق سے حکیم عبدالحمید صاحب [۲۳] اپنی بھتیجی کے عقد نکاح کے سلسلے میں کراچی جا رہے ہیں۔ ان کے ہاتھ پر یہ چار کتابیں بھیج رہا ہوں۔ اور کسی کتاب کی ضرورت ہو، تو وہ بھی عند الطلب ان شاء اللہ بھیجنے کی کوشش کروں گا۔

چند دن ہوئے، میں نے آپ کو ایک خط لکھا تھا، اس کا جواب آج تک نہیں ملا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ عرضِ راہ میں گم ہو گیا ہو، جیسا کہ کبھی کبھی ہو بھی جاتا ہے۔ اس صورت میں آپ بھی معذور ہیں۔

میں نے اُس خط میں فگار دہلوی؛ حالات و انتخابِ کلام'' مرتبہ: محمد اکرام چغتائی [۲۴] کا نسخہ طلب کیا تھا۔ اب اس پر صحیفہ (غالب ۲،۳،۴) کا اضافہ کر لیجیے۔ مجھے اس کا پہلا شمارہ ۶۹ ۱۹ء ہی میں مل گیا تھا۔ البتہ بقیہ تینوں حصے نہیں ملے۔ میں عنقریب'' تلامذۂ غالب''[۲۵] کو دوبارہ شائع کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہوں۔ (ان شاء اللہ) یہ شمارے اسی کے لیے درکار ہیں۔

خدا کرے، آپ ہر طرح سے بخیر و عافیت ہوں۔ آمین۔ میری صحت پچھلے دو برس سے بہت مخدوش ہو گئی ہے۔ لیکن ؎

بری عادت کوئی بھی ہو، بآسانی نہیں جاتی

کے مصداق کچھ نہ کچھ لکھتا پڑھتا ہوں۔ پڑھتا زیادہ، لکھتا کم۔

والسلام والاکرام　　　　　　خاکسار

مالک رام

پس نوشت: ۱۔ اگر مشفق خواجہ [۲۶] آپ کے پاس ہوں، تو سلام قبول فرمائیں۔

۲۔ اگر حکیم عبدالحمید صاحب سے دریافت کر لیں، تو شاید یہ میرے لیے کچھ کتابیں ساتھ لا سکیں۔

خط(۹)

Malik Ram

C-504 Defence Colony

New Delhi- 24

۳۰/ مئی ۱۹۷۶ء

کیوں حضرت، آپ کو میرے خط نہیں موصول ہوئے، یا آپ نے جواب دینے میں تساہل سے کام لیا؟ اس دوران میں کچھ کتابیں بھی بھیجی گئی تھیں۔ ان کے پہنچنے کی اطلاع بھی نہیں ملی۔ خدا کرے، آپ ہر طرح سے بخیر و عافیت ہوں۔ آمین

والسلام والاکرام خاکسار

مالک رام

☆☆☆

خط(۱۰)

Malik Ram

C- 504 Defence Colony

New Delhi- 24

۲۰/ ستمبر ۱۹۷۶ء

مکرمی، آداب

چند دن ہوئے، میری غیر حاضری میں کوئی صاحب گھر پر کتابوں کے دو بنڈل چھوڑ گئے۔ ایک میں صحیفہ کے متعدد شمارے تھے اور باہر آپ کا نام لکھا تھا۔ شکریہ قبول فرمائیے۔ خدا آپ کو خوش رکھے۔

مندرجہ ذیل اصحاب کا پتا درکار ہے:

۱۔ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم[۲۷] ۲۔ ایم اسلم[۲۸] (افسانہ نگار، ناول نویس)

دراصل مجھے ان کے حالات درکار ہیں۔ میں ان سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ وہ یہ مہیا کریں۔ اگر آپ بھی سفارش کر سکیں، تو آپ کا بھی شکر گزار ہوں گا۔

والسلام والاکرام خاکسار

مالک رام

خط(۱۱)

Malik Ram

C- 504 Defence Colony

New Delhi- 24

س۔ن

مجی ۔حسب ارشاد سید مسعود حسن رضوی مرحوم [۲۹] کی کتاب بھیج رہا ہوں۔ جس صاحب کو ضرورت ہو۔خدا کرے، ان کے کام آئے۔

اُدھر پاکستان میں کتنے ادیبوں کا انتقال ہو گیا ہے، ابن انشاء [۳۰] تبسم [۳۱]، محمد حسن عسکری [۳۲]، محمد احسن فاروقی [۳۳] ان سب اصحاب کے حالات اور اول الذکر دونوں کے کلام کا نمونہ درکار ہے۔آپ نے میرے پچھلے خط کا جواب نہیں دیا۔شاید تبسم کے مجموعہ ''انجمن'' سے کام نکل جائے۔''ٹوٹ بوٹ'' بھی مفید رہے گا۔ابن انشاء کا کوئی مجموعہ میری نظر سے نہیں گزرا۔نہ نظم کا، نہ نثر کا۔

خط و کتابت میں زیادہ پابندی اختیار کر لیجیے۔مضمون آپ نے ہفتے بھر میں بھیجنے کا وعدہ کیا تھا، اس پر بھی کئی ہفتے گزر گئے۔

توجہ فرمایئے۔خدا کرے،آپ ہر طرح بخیر و عافیت ہوں۔آمین

والسلام والاکرام خاکسار

مالک رام

☆☆☆

خط(۱۲)

C- 504 Defence Colony

New Delhi- 24

۲۲/ مئی ۱۹۷۸ء

حضرت، وہ مضمون میری زندگی میں ملے گا یا ؟

پس ازاں کہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد؟

فوری توجہ کیجیے۔

میں نے صوفی غلام مصطفیٰ تبسم کی زندگی میں ان کا مجموعۂ کلام ''انجمن'' طلب کیا تھا۔اب وہ مرحوم ہو گئے، اب ان کے مفصّل حالات بھی درکار ہیں۔کیا کچھ اُمید ہے؟

والسلام والاکرام خاکسار

مالک رام

پس نوشت: آپ کی تاریخ ولادت کیا ہے؟ اور جاے ولادت کیا ہے؟

کیا آپ کی مختصر سوانح عمری مل سکتی ہے؟

☆☆☆

خط (۱۳)

مرکزی انیس صدی کمیٹی

CENTRAL ANIS CENTENARY COMMITTEE

C- 504 Defence Colony

New Delhi- 24

۲۵/ستمبر ۱۹۷۸ء

آپ کی مرسلہ کتابیں ملیں۔ یہ ان شاء اللہ متعلقہ اشخاص کی خدمت میں بھجوا دی جائیں گی۔ میرے لیے صرف صوفی تبسم مرحوم سے متعلق ان کے صاحبزادے کا لکھا ہوا ایک مضمون تھا۔ آپ جس سہل انگاری سے کام لیتے ہیں، اس میں تو کوئی چیز پایۂ تکمیل کو پہنچ ہی نہیں سکتی۔ مجھے جو کچھ معلوم تھا، یا جو کچھ ادھر ادھر سے فراہم کر سکا، اس کی بنا پر میں نے شذرہ سپرد قلم کر دیا تھا، جیسا کہ ملفوف شمارہ تحریر (۴۴) سے ظاہر ہے۔

میں اس شمارے کے تین نسخے بھیج رہا ہوں۔ ایک آپ کے لیے، ایک ڈاکٹر عبادت بریلوی[۳۴] کے لیے، اور ایک تبسم مرحوم کے صاحبزادے صوفی گلزار احمد[۳۵] کے لیے۔ شکر گزار ہوں گا اگر دوسری دونوں شمارے ان تک پہنچا دیے جائیں۔

آپ نے جو کتابیں بھیجی ہیں، ان میں (۱) یونیورسٹی اورینٹل کالج کے اساتذہ کا تحقیقی ادبی اور درسی سرمایہ اور (۲) فہرست مخطوطاتِ شفیع[۳۶] تو میرے کام کی بھی ہیں۔ جی تو چاہتا ہے کہ انھیں گلونت سنگھ کے پاس نہ بھیجوں، لیکن یہ امانت میں خیانت کے مرادف ہوگا۔ پس درخواست ہے کی ان دونوں کا ایک ایک نسخہ کسی کے ہاتھ مجھے بھی عنایت کیجیے۔ شکریہ پیشگی قبول فرمائیے۔

بہت دن ہوئے، میں نے ایک خط میں وہ کتابیں اور مقالے وغیرہ طلب کیے تھے۔ جو پار سال علامہ اقبال کانگرس کے موقع پر شائع ہوئے اور آپ نے حاضرین اور شریک ہونے والوں میں تقسیم کیے تھے۔ میں مدعو تو تھا، لیکن اپنی علالت کے باعث کانگرس میں شریک نہیں ہو رہا تھا۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ مطبوعات اور منشورات سے بھی محروم کر دیا جاؤں۔ توجہ چاہتا ہوں۔

آپ نے آخری ملاقات کے موقع پر ایک (بلکہ دو) مقالے کا وعدہ کیا تھا، جو میں زیر ترتیب ایک کتاب (نذر) میں شامل کر نا چاہتا ہوں۔ کہیے، یہ مقالہ کب تک عنایت کریں گے ؟ اگر اگلے دو مہینے میں عطا کرسکیں، تو بہت ممنون ہوں گا، اور اسے مناسب مقام پر کتابت کروا لوں گا۔

آپ خط وکتابت میں باقاعدگی اختیار کرسکیں، تو اس سے میری دنیا اور آپ کی عافیت ''یقیناً'' سدھر جائیں گی۔

والسلام والاکرام خاکسار

مالک رام

☆☆☆

خط(۱۴)

مالک رام

C- 504 ڈیفنس کالونی

نئی دلی، 110024

۴/۳ ۔اپریل ۱۹۸۰ء

محبی ڈاکٹر وحید قریشی صاحب، آداب

گرامی نامہ ملا تھا، جس میں آپ نے مضمون کی فرمائش کی تھی۔ باور فرمایئے کہ اگر میں مضمون لکھنے کے قابل رہا ہوتا، تو کبھی ''تحریر'' بند نہ کرتا۔ اس کے بند کرنے منجملہ اور اسباب کے ایک سبب یہ بھی تھا کہ اب محنت برداشت نہیں ہوسکتی۔ بہرحال کوشش کروں گا کہ کچھ پیش کروں۔

پچھلے ہفتے رام لال صاحب [۳۷] تشریف لائے، اور مجلّہ تحقیق [۳۸] کے چار شماروں کا ایک پیکٹ دے گئے۔ آپ نے یہی اُنھیں پہنچانے کو دیا ہوگا۔ لیکن حضرت میں کب سے گزارش کر رہا ہوں کہ کبھی مندرجہ ذیل حضرات کا کلام درکار ہے جسے تذکرہ معاصرین میں شامل کرنا ہے۔

۱۔ عزیز نصراللہ خان [۳۹] ۲۔ کلم مسکین احسن [۴۰]

۳۔ جعفر طاہر [۴۱] ۴۔ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم

اس کے علاوہ پارسال کچھ اموات ہوگئی ہیں۔ ان اصحاب کے حالات بھی حتی الوسع مہیا کرنے کی کوشش کیجیے۔ مجھے ان اصحاب کا علم ہوا ہے۔

۱۔ جسٹس ایس اے رحمان [۴۲] ۲۔ وزیرالحسن عابدی [۴۳]

۳۔ عزیز احمد [۴۴] ۴۔ رازق الخیری [۴۵]

۵۔ سید صفدر حسین[۴۶] ۶۔ محمد اسماعیل جھنجانوی

اگر جو کچھ مختلف رسالوں میں پہلے سے شائع ہوا ہے، اور مل جائے، تو بہت کرم ہوگا۔ شعرا کے کلام کا نمونہ بھی درکار ہوگا۔

میں نے لکھا تھا کہ اقبال کانگرس کے موقع پر جو مقالات پڑھے گئے ہیں، ان کا [کے] نقول مہیا ہو جائیں، تو میری غیر حاضری کی کچھ تلافی ہو جائے گی۔ آپ نے اس خط کو درخورِ اعتنا ہی خیال نہ کیا۔

اب جگن ناتھ آزاد صاحب[۴۷] آ رہے ہیں۔ ان کے ہاتھ کوشش کر کے سب چیزیں بھجوا دیجیے۔ شکریہ پیشگی۔

والسلام والاکرام خاکسار

مالک رام

ڈاکٹر وحید قریشی

اقبال پروفیسر، پنجاب یونیورسٹی لاہور

پس نوشت: ایک ضروری بات تو بھول ہی گیا۔ میں نے درخواست کی تھی کہ ایک اعزازی کتاب کے لیے مقالہ عنایت فرمایئے۔ یہ کب تک ملے گا؟

حواشی وتعلیقات

۱۔ عارف نوشاہی، فلیپ، مشمولہ، تذکرۂ معاصرین، از؛ مالک رام، الفتح پبلی کیشنز راولپنڈی ۲۰۱۰ء

۲۔ اس خرابیِ صحت اور تحریر جاری نہ رکھ سکنے کے لیے مقالہ ہٰذا کا خط نمبر۱۴ ملاحظہ کیجیے۔

۳۔ حمید قیصر؛ ڈاکٹر وحید قریشی کی یاد میں، اخبار اردو، نومبر ۲۰۰۹ء، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ص۔ ۳۱

۴۔ ڈاکٹر روبینہ ناز، ''ڈاکٹر وحید قریشی کی علمی و تحقیقی خدمات''، نومبر ۲۰۰۹ء، اخبارِ اردو، ص۔۱۲۔۱۴

۵۔ ڈاکٹر سید عابد حسین: (۱۸۹۶ء۔ ۱۹۷۸ء) ماہرِ تعلیم، ڈراما نگار، مترجم۔ جرمنی سے فلسفے میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد جامعہ ملیہ اسلامیہ میں استاد مقرر ہوئے۔ انگریزی اور جرمن زبانوں سے کئی ایک وقیع تراجم ان سے یادگار ہیں۔ اُردو خدمات پر ۱۹۵۶ء میں ساہتیہ اکاڈیمی نے ایوارڈ سے نوازا۔ تصانیف: مکالمات افلاطون، قومی تہذیب کا مسئلہ، ہندوستانی مسلمان؛ آئینہ ایام میں، مضامین عابد، نگارشات، بزم بے تکلف۔

''نذر عابد'' کے نام سے مالک رام نے ایک مجموعۂ مقالات، ڈاکٹر سید عابد حسین کی اُٹھتر ویں سالگرہ پر مجلس نذرِ عابد نئی دہلی کی جانب سے ۱۹۷۴ء میں ترتیب دیا۔ ضخامت: ۳۸۳ صفحات۔ ڈاکٹر وحید قریشی کوئی مقالہ عنایت نہ کر سکے یا جو بھی سبب ہو۔ بہر حال ''نذر عابد'' میں ڈاکٹر وحید قریشی کا کوئی مقالہ نہیں ہے۔

(بحوالہ؛ ڈاکٹر خالد ندیم، ''اُردو میں ارمغانِ علمی کی روایت''، مشمولہ، تحقیق، جام شورو، شمارہ: ۲، جولائی، دسمبر ۲۰۱۱ء ص۔۱۰۴)

۶۔ تحریر: یہ رسالہ مالک رام نئی دہلی سے نکالا کرتے تھے۔ جس کے وہ خود مدیر بھی تھے۔ وہ اس رسالے کے ہر اشاعت میں ''وفیات''

کے عنوان سے ادیبوں اور شاعروں پر ایک تعارفی مضمون لکھا کرتے تھے۔تحریر سے متعلق تفصیل مالک رام کے تعارف سے دیکھیے۔

۷۔ غالب نمبر: یہ مجلس ترقی ادب لاہور کا علمی و ادبی مجلّہ ''صحیفہ'' کا غالب نمبر ہے۔ جو غالب کی صدی منانے کے سلسلے میں نکالا گیا تھا۔

۸۔ نذرِ ذاکر: یہ ڈاکٹر ذاکر حسین کی علمی خدمات پر مجموعۂ مقالات و مضامین ہے جسے مالک رام نے ۱۹۶۸ء میں مرتب کیا۔ جو، ڈاکٹر ذاکر حسین کی اکہترویں سال گرہ کے موقع پر انھیں، مجلس نذرِ ذاکر، نئی دہلی نے پیش کیا۔ضخامت: ۶۲۹ صفحات۔(بحوالہ؛ ڈاکٹر خالد ندیم،''اُردو میں ارمغانِ علمی کی روایت''،ص۔۹۸)

ڈاکٹر ذاکر حسین: (۱۸۹۷ء۔ ۱۹۶۹ء) ۔ جائے ولادت؛ حیدر آباد دکن، ۱۹۲۶ء میں برلن جرمنی سے معاشیات میں پی ایچ ڈی سند حاصل کی۔علمی شخصیت اور سیاست دان۔ جامعہ اسلامیہ، دہلی کے وائس چانسلر۱۹۳۹ء،تقسیم کے بعد مسلم یورنی ورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر بنے۔۵۰۔۱۹۵۱ء کے نازک حالات میں علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کی خدمت شب وروز محنت کی۔۱۹۵۷ء میں بہار اسٹیٹ کے گورنر اور ۱۹۶۷ء کے انتخاب میں انڈیا کے صدر منتخب ہوئے۔(مآخذ: اردو انسائیکلو پیڈیا، فیروز سنز لاہور۔ ۱۹۶۸۔ص ۷۰۶)

۹۔ ڈاکٹر تارا چند: نذرِ ذاکر میں'' تذکرہ'' کے تحت ڈاکٹر ذاکر حسین کی شخصیت اور اور ان کے علمی و ادبی کارناموں سے متعلق ڈاکٹر تارا چند کا مضمون:'' ذاکر حسین: خراجِ عقیدت'' کے نام سے شامل ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی مغالطے کے سبب یہ کہنے لگے کہ نذرِ ذاکر،ڈاکٹر تارا چند نے مرتب کیا ہے۔

۱۰۔ سید سلیمان ندوی جو اپنے وقت میں باقاعدگی سے'' معارف'' میں تذکرہ کے عنوان سے کسی علمی و ادبی شخصیت کی وفات پر ایک مضمون سپردِ قلم کرتے تھے۔ مالک رام نے بھی اسی پیروی میں''تحریر'' میں وفیات کے عنوان سے مضامین لکھنے شروع کیے۔ ان مضامین نے ادبی حلقوں میں بڑی مقبولیت حاصل کی۔ان مضامین کی تعداد بڑھتی گئی اور یہاں تک کہ مختلف اوقات میں اس کی چار جلدیں'' تذکرۂ معاصرین'' کے نام سے شائع ہوئیں۔تذکرۂ معاصرین میں ۱۹۶۷ء تا ۱۹۷۷ء کے عرصے میں وفات پانے والی ۲۱۹ شخصیات کا تذکرہ بیان کیا ہے۔

۱۱۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ: (پ ۱۱/فروری ۱۹۳۱ء) بھارت کے نامور محقق، ادیب، نقاد۔(ارمغان مالک مرتبہ: ڈاکٹر گوپی چند نارنگ دہلی مجلس ارمغان مالک ۱۹۷۱ء) کتب: ارمغان مالک رام۔املانامہ (۱۹۷۴ء)، وضاحتی کتابیات (۱۹۷۶ء)، انیس شناسی (۱۹۸۱ء)۔

۱۲۔ حسین علی خان شاداں کو وحید قریشی نے تلامذۂ غالب میں شمار کیا تھا جس پر مالک رام معترض تھے۔ ان کی معترضی کی بنیاد اس بات پر ہے کہ موصوف نے اس موضوع پر تحقیق کر کے باقاعدہ'' تلامذۂ غالب'' کے عنوان سے ایک کتاب بھی ترتیب دی تھی جو ۱۹۵۸ء میں منظرِ عام پر آئی۔ اس کتاب میں غالب کے ۱۴۶ شاگردوں کی تفصیلی سوانحی حالات اُن کے نمونۂ کلام کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔'' تلامذۂ غالب'' مزید اضافوں کے ساتھ دوسری بار۱۹۸۴ء میں شائع ہوئی۔ جس میں غالب کی شاگردوں کی تعداد ۱۸۱ تک پہنچ گئی اور دیگر ۴۰ جزوقتی شاگرد اس کے علاوہ ہیں۔۱۹۸۴ء میں اُردو اکیڈمی دہلی نے مالک رام کو اس کام پر انعام سے نوازا۔

۱۳۔ رشید احمد صدیقی:(۱۸۹۶ء۔ ۱۵/جنوری ۱۹۷۷ء) اردو کے نامور ادیب، طنز ومزاح نگار، خاکہ نویس، انشاپرداز، محقق، نقاد، استاد۔ ۱۹۱۹ء میں علی گڑھ کالج سے بی اے اور ایم اے فارسی کی اسناد حاصل کی۔ ملازمت میں آغاز عدالت جون پور میں کلرک کی حیثیت سے کیا۔ ۱۹۲۱ء میں عارضی تقرر بحیثیت اُردو مولوی۔ انٹر میڈیٹ کالج، علی گڑھ اس کے بعد ۱۵/ دسمبر ۱۹۲۱ء کو عارضی تقرر بحیثیت لیکچرر مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ ہوئے۔۳۵ ۱۹ء میں ریڈر اور صدر شعبۂ اردو مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ اور ۱۹۵۴ء تا ۳۰ اپریل ۱۹۵۸ء تک پروفیسر اور صدرِ شعبۂ اُردو، مسلم یونی ورسٹی رہے۔۱۹۲۲ء تا ۱۹۷۲ء شیخ الجامعہ، جامعہ اردو، علی گڑھ ہوئے۔ ۱۹۷۶ء میں ڈی لٹ کی

اعزازی ڈگری مسلم یونی ورسٹی ،علی گڑھ نے عطا کی۔کتب: طنزیات ومضحکات، سرو دبستان (مقدمہ باقیات فانی) ، خنداں۔مضامین رشید۔سہیل کی سرگزشت۔گنج ہائے گرام مایہ۔ہم نفسانِ رفتہ۔ذاکر صاحب۔آشفتہ بیانی۔جدید غزل۔غالب کی شخصیت اور شاعری۔ اقبال شخصیت اور شاعری۔نقش ہائے رنگ رنگ۔(مآخذ : آپ بیتی ،'' رشید احمد صدیقی '' ، مرتبہ:معین الرحمٰن، سنگ میل پبلی کیشنز۔ لاہور،۱۹۸۳ء۔ص۲۲ تا ۵۰۔تلخیص)

۱۴۔ پارسال سے مراد پچھلے سال۔پار معنی گزرا ہوا۔گزر جانا۔کسی امر کامکمل ہونا۔

۱۵۔ ارمغانِ مالک۔۱۹۷۲ء میں ان کی ۲۵ ویں سالگرہ پر'' نذرِ مالک رام'' کمیٹی کا قیام عمل مے لایا گیا۔جس میں دنیا بھر سے ۷۹ ماہرینِ تعلیم ، ماہرینِ لسانیات کو شامل کیا گیا۔اس کمیٹی کے زیرِاہتمام علی جواد زیدی نے'' نذرِ مالک'' ترتیب دیا۔اس کے علاوہ الگ طور پر گوپی چند نارنگ نے دو جلدوں میں'' ارمغانِ مالک'' ترتیب دیا۔پہلی جلد ۳۹۰ صفحات پر مشتمل ہے،جب کہ دوسری جلد ۳۹۱ سے شروع ہوکر ۷۴۱ تک محیط ہیں۔یہ تینوں کتابیں ان کی ۶۵ ویں سالگرہ پر شائع ہوکر، بھارت کے V.V. Giri نے اُنھیں پیش کیے۔ اس موقع پر اُنھیں اپریل ۱۹۷۲ءکو راشٹرپتی بھاون Rashtrapati Bhavan اعزاز سے بھی نوازا گیا۔

۱۶۔ پیر سید حسام الدین راشدی: (۲۰/ ستمبر۱۹۱۱ء۔یکم اپریل ۱۹۸۲ء) ۔جائے ولادت؛بہمن ضلع لاڑکانہ، جائے وفات؛ ٹھٹھہ سندھ۔اردو فارسی اور سندھی کے نامور محقق، ادیب، شاعر، صحافی، مورخ، مترجم۔موصوف سندھ کی تاریخ ،فنون، آثار اور شعر اور ادب پر خصوصی توجہ رکھتے تھے۔پیر حسام تاریخ کے عالم تھے اور تاریخ کے حوالے ہی سے ان کی نظر مختلف علوم وفنون پر تھی۔انھوں نے سندھ کی تاریخ و تہذیب کے ان بنیادی مآخذ کو مرتب و شائع کرکے سندھ کی علمی و تہذیبی زندگی کو حیاتِ نو بخشی۔انجمن ترقی اردو کراچی، اردو کالج ٹرسٹ، انسٹی ٹیوٹ آف سنٹرل اینڈ ویسٹ ایشین اسٹڈیز جامعہ کراچی اور ادارۂ یادگار غالب کے بانی اراکین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ کتب: تذکرہ شعرائے کشمیر (۴ جلد)۔مرزا غازی بیگ ترخان اور اس کی بزم ادب۔حواشی مکلی نامہ۔میر علی شیر قانع ٹھٹھوی کے تذکرے تحفۃ الکرام، مقالات شعرا، معیار سالکان طریقت۔حالات فیضی۔ہفت مقالہ۔مہران جوں موجوں۔دود چراغ محفل۔اعزات: نشان امتیاز۔نشان سپاس (ایران)۔(مآخذ: وفیاتِ ناموران پاکستان ،ص ۵۷۔۵۸،تحقیق مکتوبات نمبر (۱) شعبۂ اردو سندھ یونی ورسٹی جام شورو،ص۸۱۳)

۱۷۔ ڈاکٹر نصیر احمد خان: (یکم اپریل ۱۹۱۶ء۔۱۳/اپریل ۱۹۹۷ء) جائے پیدائش ، امرتسر بھارت، جائے وفات؛لاہور۔ممتاز ماہر تعلیم، دانشور، مورخ، سیرت نگار، مفسر، محقق، ادیب۔پی ایچ ڈی جامعہ پنجاب (۱۹۶۷ء) ، سابق سیکرٹری اردو دائرہ معارف اسلامیہ جامعہ پنجاب، وائس چانسلر اسلامیہ یونی ورسٹی بہاولپور (۱۹۷۶۔۷۹ء) ۔کتب:حسن تفسیر، پیغمبر اعظم و آخر ﷺ ، اقبال اور جمالیات ،روداد سفر حجاز، تاریخ تزکیہ، داستان اُندلس، آرزوئے حسن، فلسفہ رسالت، حسن انقلاب، تاریخ جمالیات۔(مآخذ: وفیاتِ ناموران پاکستان ، ص۷۹۲)

۱۸۔ صحیفہ:مجلس ترقی ادب لاہور، کا ترجمان۔اس سہ ماہی علمی و تحقیقی مجلّے کا آغاز جون ۱۹۵۷ء میں ہوا۔صحیفہ خالصتاً تحقیقی مجلّہ ہے۔سید عابد علی عابد اس کے پہلے مدیر تھے۔بعد میں ڈاکٹر وحید قریشی، احمد ندیم قاسمی اور شہزاد احمد اس کے مدیر رہے۔آج کل ڈاکٹر تحسین فراقی اس کے مدیر ہیں۔اس مجلّے کے کئی خصوصی نمبر شائع ہوئے۔

۱۹۔ عابد علی عابد: (۱۷/ ستمبر ۱۹۰۶ء ۲۰ / جنوری ۱۹۷۱ء) جائے ولادت ، ڈیرہ اسماعیل خان ، جائے وفات لاہور۔اُردو کے ممتاز شاعر، ادیب، نقاد، محقق، ماہر تعلیم۔پرنسپل دیال سنگھ کالج لاہور (۱۹۵۴۔۴۷ء) ۔بانی مدیر سہ ماہی''صحیفہ'' مجلس ترقی ادب لاہور(۵۷۔

۱۹۶۷ء) ۔شعری کتب: شب نگار بنداں، بریشم عود ۔تنقیدی کتب: اصول انتقادِ ادبیات، شعر اقبال، البیان ، البدیع۔ نثری کتب: چاندنی، شمع، سہاگ، طلسمات، دکھ سکھ۔ اردو تراجم: میراث ایران، داستان فلسفہ، ایران قدیم (مآخذ: وفیاتِ ناموران پاکستان ،ص ۴۵۵)

۲۰۔ امتیاز علی تاج: (۱۳/اکتوبر ۱۹۰۰ء۔ ۱۹/ اپریل ۱۹۷۰ء) جائے ولادت؛ دیوبند بھارت۔ جائے وفات؛ لاہور۔نامور اردو ادیب، ڈرامانگار۔ والدین اردو کے معروف ادیب تھے۔ والد؛شمس العلماء مولوی ممتاز علی، والدہ ؛ محمدی بیگم۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے آنرز کیا۔ زمانہ طالبِ علمی ہی سے انگریزی ڈراموں کے تراجم کرنا شروع کیے۔ ۱۹۱۸ء میں ادبی رسالہ ’’ کہکشاں‘‘ نکالا۔۱۹۳۲ء میں شہرہ آفاق ڈراما ’’ انارکلی‘‘ لکھا۔ ایک عرصہ تک ریڈیو کے لیے ڈرامے اور فیچر لکھتے رہے۔ لاہور ریڈیو سے ’’ پاکستان ہمارا ہے‘‘ کے نام سے اُن کا پروگرام بہت مقبول رہا۔ ’’کہکشا ں‘‘ کے علاوہ ’’ تہذیبِ نسواں، اور پھول‘‘ کی ادارت بھی کی۔ ناظم مجلس ترقی ادب لاہور، کتب: قرطبہ کا قاضی، انارکلی۔ بھارت سپوت۔ (تحقیق، مکتوبات نمبر ۔ شمارہ : ۲۰ ، سندھ یونی ورسٹی، جام شورو ،ص۔۶۶۸، ۲۰۱۲ء)

۲۱۔ شاہد احمد دہلوی : (۲۲/ مئی ۱۹۰۶ء ۔ ۲۷/ مئی ۱۹۶۷ء) جائے ولادت؛ دہلی، جائے وفات؛ کراچی۔ ڈپٹی نذیر احمد کے پوتے اور مولوی بشیر الدین احمد کے فرزند۔ اردو کے ممتاز ادیب، ناول نگار، خاکہ نگار، مترجم ۔ بانی مدیر ماہنامہ ’’ ساقی ‘‘ دہلی (۴۷۔۱۹۴۸ء)۔ممتاز موسیقار اور گائک ۔ کتب: گنجینہ گوہر۔ بزم خوش نفساں۔ اجڑا دیار، دلی کی بپتا (رپورتاژ)۔ دھان کا گیت۔ اعزاز: صدراتی تمغہ برائے حسنِ کارکردگی (۱۹۶۳ء)۔ (مآخذ: وفیاتِ ناموران پاکستان ،ص۳۷۴)

۲۲۔ گوہر نوشاہی: (۱۸/ جون ۱۹۳۹ء) جائے ولادت؛ شرق ور۔ ادیب، محقق ، نقاد۔ استاد۔ کتب:؛لاہور کے چشتی خاندان کی اردو خدمات (۱۹۹۳ء) ۔تحقیقی زاویے (۱۹۹۱ء) ۔ ادبی زاویے (۱۹۹۳ء)۔ قیام پاکستان ایک محنت کش کا روزنامچہ (۱۹۹۷ء) ۔ غالب کی خاندانی پنشن اور دیگر امور (۱۹۹۷ء) ۔ سید امتیاز علی تاج شخصیت اور فن (۱۹۹۹ء) ۔ ڈاکٹر وحید قریشی شخصیت اور فن (۲۰۰۲ء) ۔فرہنگ مشترک (۱۹۹۳ء) ۔ ڈاکٹر جمیل جالبی ایک مطالعہ (۱۹۹۳ء) ۔ یادگار سر سید (۱۹۹۶ء)۔مطالعہ غالب (۱۹۹۱ء) ۔ لاہور میں اردو شاعری کی روایت (۱۹۹۱ء)۔ شاہنامہ اردو (۱۹۹۰ ء)۔ بے تال پچیسی (تدوین: ۱۹۶۵ء) ۔ نتائج المعانی (تدوین : ۱۹۶۷ء)۔ مثنوی ہست غزل (تدوین: ۱۹۷۱ء) ۔مثنوی رمز العشق (تدوین: ۱۹۷۲ء) ۔ مطالعہ اقبال (۱۹۸۳ء) ۔ پدماوت اردو (تدوین: ۱۹۸۶ء)۔(مآخذ: اہلِ قلم ڈایریکٹری ۲۰۱۰ء، مرتب: علی یاسر، اکادمی ادبیات پاکستان ۔ص۲۴۵)

۲۳۔ حکیم عبد الحمید (۱۹۰۸ء۔ ۱۹۹۹ء) انسان دوست، ماہرِ تعلیم، طبیب، ادیب، جامعہ ہمدرد اور ہمدرد (وقف) لیبارٹریز انڈیا کے بانی۔ حکیم محمد سعید کے برادرِ مکرم تھے۔تقسیم ہند کے بعد اُنھوں نے دہلی میں ہمدرد دواخانے کو ترقی دی اور ملک بھر کا سب سے بڑا ادارہ بنا دیا۔ مالک رام نے ان کی خدمات کے صلے میں ان کی پچھتریں سالگرہ کے موقع پر ۱۹۸۱ میں مجلس نذرِ حمید نئی دہلی کی طرف ایک مجموعہ ہائے مقالات ومضامین ’’ نذرِ حمید‘‘ کے نام سے ترتیب دیا۔ (ڈاکٹر خالد ندیم۔ ایضاً،ص۔۱۰۷، ۱۰۸)

۲۴۔ محمد اکرام چغتائی: (۲۲ /اکتوبر ۱۹۴۱ء) نامور محقق، مدوّن او ر مرتب۔ جامعۂ پنجاب سے ایم ۔اے (اردو) کی ڈگری حاصل کی۔ ایک طویل عرصہ تک اُردو سائنس بورڈ کی ملازمت میں گزاری۔ کئی کتابوں کے مصنف و مرتب: شاہانِ اودھ کے کتب خانے، آثارِ البیرونی، فگار دہلوی، انگریزی اُردو لغت از فیلن (ترتیب)۔

۲۵۔ تلامذۂ غالب، مرتبہ۔ مالک رام ۔تفصیل کے لیے دیکھیے حواشی نمبر۱۲۔

۲۶۔ مشفق خواجہ ؛ اصل نام عبد الحیٔ (۱۹/دسمبر ۱۹۳۵ء ۔ ۲۱/فروری ۲۰۰۵ء) نامور ؛محقق، مدوّن، نقاد، ادیب، کالم نگار، شاعر۔ جائے پیدائش لاہور، والد کا نام خواجہ عبدا لوحید۔ ۱۹۵۸ء میں کراچی یونیورسٹی سے ایم اے اردو کا امتحان پاس کیا۔ انجمن ترقی اُردو سے بہ طور اسسٹنٹ سیکرٹری وابستہ رہے اور مولوی عبد الحق کے ساتھ ۱۹۷۳ء تک کام کیا۔۱۹۹۴ء میں حکومتِ پاکستان نے انھیں صدارتی تمغا برائے حسنِ کارکردگی سے نوازا۔ تصانیف: ابیات (شعری مجموعہ) ، اقبال از؛ احمد دین (تدوین)، جائزہ مخطوطاتِ اردو (تحقیق)، غالب اورصفیر بلگرامی (تحقیق)،تحقیق نامہ (مجموعہ مقالات)،کلیات یگانہ (تدوین)،سخن در سخن ، خامہ بگوش کے قلم سے (کالم)۔

۲۷۔ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم: (۴/اگست ۱۸۹۹ء۔ ۷/ فروری ۱۹۷۸ء) جائے ولادت؛ چٹہ کٹڑہ، امرتسر۔ جائے وفات؛ لاہور۔ اردو ، فارسی، پنجابی کے نامور شاعر، ادیب، مترجم، نقاد، ماہر تعلیم، استاد گورنمنٹ لاج لاہور (۴۳۔ ۱۹۳۱ء) ۔صدر شعبۂ فارسی گورنمنٹ لاج لاہور (۵۴۔۱۹۴۳ء) ۔ مدیر ؛ہفت لیل و نہار، لاہور (۶۴۔۱۹۶۲ء)، چیئر مین پاکستان آرٹس کونسل (۷۸۔۱۹۵۷ء) ، نائب صدر اقبال اکادمی (۷۸۔۱۹۷۶ء) ۔شعری کتب: انجمن۔ دامن دل۔کلیات صوفی تبسم۔ تراجم: نقش اقبال (منظوم پنجابی ترجمہ)۔سر پردہ افلاک (اردو ترجمہ جاوید اقبال) ۔ شرح غزلیات غالب فارسی، شرح صد شعر اقبال۔ بچوں کے لیے کتب: ٹوٹ بٹوٹ۔ ٹول مٹول۔ جھولنے۔ اعزات: ستارہ امتیاز، نشان سپاس حکومت ایران۔ (مآخذ: وفیاتِ ناموران پاکستان ،ص ۲۲۱، اخبارِ اردو ،فیلپ ،فروری ۲۰۱۴ء، ادارہ افروغ قومی زبان، اسلام آباد)

۲۸۔ ایم ۔اسلم : پورا نام؛ میاں محمد اسلیم (۶/اگست ۱۸۸۵ء ۔۲۳/ نومبر۱۹۸۳ء) ۔ جائے ولادت و فات؛ لاہور۔ اردو کے معروف ناول نگار اور افسانہ نگار۔ ،۲۰۰ سے زائد ناول لکھے۔ ناول: مراز جی، گناہ کی راتیں،شمسہ، رقص زندگی، جہنم، حسن سوگوار، ثمر گناہ، خاور گل۔ راوی کے رومان، درتوبہ، شام غریباں۔ (مآخذ: وفیاتِ ناموران پاکستان ،ص ۱۸۸)

۲۹۔ سید مسعود حسن رضوی ادیب: (۲۹/جولائی ۱۸۹۳ء ۔ ۲۹/نومبر ۱۹۷۵ء) جائے ولادت؛ بہرائچ نیوتی ضلع اناؤ امرتسر بھارت ۔ اردو و فارسی کے نامور محقق ، مدون ، نقاد ، ادیب۔لکھنؤ یونی ورسٹی سے ۱۹۲۵ء میں ایم اے فارسی میں گولڈ میڈل حاصل کیا۔ اردو اور فارسی کے پروفیسر تھے۔علمی و ادبی خدمات پر حکومتِ ہند نے کئی اعلیٰ عزازت سے نوازا۔ جن پدم شری خطاب خصوصی طور پر قابل ذکر ہے۔ ان کی تحقیقی کارناموں میں مرثیہ اور ڈارما کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ کتب: فیض میر۔ آب حیات کا تنقیدی مطالعہ۔ ہماری شاعری۔ لکھنؤ عوامی اسٹیج۔لکھنؤ کا شاہی اسٹیج۔ اسلافِ میر انیس ۔ شاعر اعظم میر انیس۔ واجد علی شاہ، نگارت ادیب۔ ایرانیوں کا مقدس ڈرامہ۔ شرح نظم طباطبائی۔ تنقیدکلامِ غالب۔ مجالس رنگین، فسانہ عجائب (مرتبہ)۔ دایوانِ فایز (مرتبہ)۔دبستانِ اردو (بچوں کے لیے درسی کتاب) ۔

(مآخذ: ڈاکٹر طاہر تونسوی،'' مسعود حسن رضوی ادیب (حیات اور کارنامے)''، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۷۹ء ، متعدد صفات سے)

۳۰۔ ابن انشاء:اصل نام ؛ شیر محمد خان، شیر قیصر (مشفق خواجہ نے اپنے ایک مضمون'' رَسالہ در معرفت ابن اِنشا'' جو ۱۶ /جون ۱۹۷۳ء ابن انشا کے ساتھ ادارۂ یادگارِ غالب کراچی نے ایک شام منائی تھی۔ یہ مضمون اسی شام میں مشفق خواجہ نے پڑھی تھی ۔ اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ ابن انشا کا اصل نام شیر قیصر تھا۔ مشفق خواجہ لکھتا ہے:'' نام کے سلسلے میں خود ابن انشا کا ایک بیان ہماری رہنمائی کرتا ہے ۔ انھوں نے [مراد ابن انشا ہیں] ایک جگہ لکھا ہے کہ ہمارے اصلی نام میں ایک چوپائے کا نام آتا ہے، اس لیے ہم نے اصلی نام ترک کر کے'' ابن انشا '' اختیار کیا۔'' (بحوالہ: تخلیقی ادب ، شمارہ ۵، کراچی ۔ص۔۴۱۰)(۱۵/جون ۱۹۲۷ء۔ ۱۱/جنوری ۱۹۷۸ء) جائے ولادت؛ ضلع جالندھر، جائے وفات؛ لندن، تدفین؛ کراچی ۔ اردو کے نامور شاعر، سفر نامہ نگار، مزاح نگار، کالم نگار، مترجم۔ ڈائریکٹر نیشنل بک

کونسل(۷۷۔۱۹۷۱ء) ۔ کتب: اردو کی آخری کتاب(۱۹۷۱ء)۔ دنیا گول ہے (۱۹۷۲ء)۔ چاند نگر (۱۹۵۵ء)۔آوارہ گرد کی ڈائری (۱۹۷۱ء)۔اس بستی کے اک کوچے میں۔ چینی نظمیں۔ چلتے ہو تو چین کو چلیے (۱۹۶۷ء) ۔ابن بطوطہ کے تعاقب میں (۱۹۷۴ء)۔ نگری نگری پھرا مسافر۔ دل وحشی۔(مآخذ: وفیاتِ ناموران پاکستان ،ص ۸۹)

۳۱۔ تبسم سے مراد صوفی غلام مصطفیٰ ہے۔ایک عرصہ سے یعنی ۲۰ستمبر ۱۹۷۶ء کے خط سے مالک رام ،صوفی غلام مصطفیٰ کے حوالے سے کچھ لوازمہ مانگ رہے تھے یہاں تک صوفی صاحب اس دارفانی فانی سے کوچ بھی کر گئے۔ یہ مطالبہ ۲۲/مئی ۱۹۷۸ءتک جاری رہا۔۔ جیسا کہ خط نمبر ۱۲ سے ظاہر ہے۔ ۲۵/ستمبر ۱۹۷۸ء کے خط سے واضح ہوا کہ مالک رام نے صوفی تبسم پر مضمون لکھا۔لیکن وحید قریشی کے نام آخری خط مورخہ۳/۴/اپریل ۱۹۸۰ءک یہ مطالبہ جاری رہا۔لیکن جناب وحید قریشی ، لوازمہ مہیا نہ کر کے تساہل کی حد کردی ۔

۳۲۔ محمد حسن عسکری:(۵ / نومبر ۱۹۱۹ء ۔ ۱۸/جنوری ۱۹۷۸ء) جائے ولادت ؛ سراوہ ضلع میرٹھ، یوپی بھارت، جائے وفات۔ کراچی۔اردو کے نامور نقاد، ادیب، افسانہ نگار، مترجم ، ماہر تعلیم، سابق صدر شعبہ انگریزی اسلامیہ کالج کراچی۔ ’جھلکیاں‘ کے عنوان سے ماہنامہ ساقی‘ میں ۱۹۴۴ء سے ۱۹۵۷ء تک ادبی کالم لکھتے رہے۔انگریزی مترجم تفسیر قرآن از مفتی محمد شفیع (پہلی جلد) ۔تنقیدی کتب: انسان اور آدمی، ستارہ یا بادبان، وقت کی راگنی ۔ افسانے: قیامت ہمرکاب آئے نہ آئے (۱۹۴۶ء) جزیرے (۱۹۴۳ء) ۔ اردو تراجم: ریاست اور انقلاب (لینن۔۱۹۴۲ء) ۔ میں نے لکھنا کیسے سیکھا (گورکی۔۱۹۴۳ء) (مآخذ: وفیاتِ ناموران پاکستان ،ص ۷۲۴۔۷۲۵)

۳۳۔ ڈاکٹر محمد احسن فاروقی:(۲۲ نومبر ۱۹۱۲ء ۔ ۲۶ فروری ۱۹۷۸ء) جائے ولادت؛ قیصر باغ لکھنؤ، جائے وفات؛ کوئٹہ۔اردو کے ممتاز اسکالر، نقاد، ادیب، افسانہ نگار، ناول نگار، سابق انگریزی صدر شعبہ انگریزی جامعہ کراچی، پروفیسر و صدر شعبہ انگریزی و ڈین آف آرٹس بلوچستان یونی ورسٹی۔ ناول: شام اودھ (۱۹۴۸ء) ، آبلہ دل کا (۱۹۵۰ء) ، سنگ گراں (۱۹۵۲ء) ،سنگم (۱۹۶۰ء)۔ افسانے: رہ و رسم آشنائی۔تنقید و تاریخ : مرثیہ نگاری اور میرانیس۔ اردو میں تنقید۔ اردو ناول کی تنقیدی تاریخ ،فریبِ نظر، تاریخ انگریزی ادب، ناول کیا ہے؟ فانی اور ان کی شاعری ۔ (مآخذ: وفیاتِ ناموران پاکستان ،ص ۶۸۸)

۳۴۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی: اصل نام ؛ عبادت یار خان(پ: ۱۴/ اگست ۱۹۲۰ء بریلی، م: ۱۹/ دسمبر ۱۹۹۸ء لاہور) اردو زبان و ادب کے ممتاز استاد، محقق،نقاد ، سابق صدرِ شعبۂ اُردو و پرنسپل اورینٹل کالج لاہور، سابق استاد اردو لندن یونیورسٹی و انقرہ یونیورسٹی، کتب:اردو تنقید کا ارتقاء(مقالہ : پی ایچ ڈی)،غزل اور مطالعہ غزل ، غالب کا فن، غالب اور مطالعہ غالب، میر تقی میر، خواجہ میر درد، تنقیدی تجربے، جدید اردو ادب، جدید ارد و تنقید، ارض پاک سے دیار فرنگ تک (سفرنامہ) ، تنقیدی زاویے ، خطبات عبدالحق(مرتبہ)، کلیات مومن، مقدمات عبدالحق، تذکرۂ حیدری: گلشن ہند (مرتبہ)، انتخابِ خطوط غالب(مرتبہ) ،آوارگانِ عشق، رہِ نوردانِ شوق،نکات الشعرا(مرتبہ) تنقید اور اصولِ تنقید، جلوہ ہائے صدرنگ،افسانہ اور افسانے کی تنقید، جہانِ میر، یادِ عہد رفتہ، یاران دیرینہ، شاعری کیا ہے؟ بلاکشانِ محبت، فیض احمد فیض، جدید اردو شاعری (مرتبہ)، آہوانِ صحرا، غزالانِ رعنا، شجرہائے سایہ دار، لندن کی ڈائری (جلد اوّل و دوم)۔

۳۵۔ صوفی گلزار احمد : صوفی غلام تبسم کے فرزند۔

۳۶۔ فہرست مخطوطاتِ شفیع : ذخیرہ محمد شفیع میں نادر کتب ومخطوطات کی فہرست ہے۔

پروفیسر مولوی محمد شفیع (۶/اگست ۱۸۸۳ء ۔۱۴/مارچ ۱۹۶۳ء) پنجاب یونی ورسٹی میں عربی زبان و ادب کے پروفیسر اور پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج کے پرنسپل۔ پنجاب یونی ورسٹی کے اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے بانی سربراہ۔تصانیف و تالیفات: میخانہ عبد النبی فخر

الزمانی قروینی، تتمۃ صوان الحکمۃ لعلی بن زید البیہقی، تتمۃ صوان الحکمۃ، مکاتباتِ رشیدی، مقالاتِ مولوی محمد شفیع (پانچ جلدیں)، یاد داشت ہائے مولوی محمد شفیع (مرتبہ: سید وزیر الحسن عابدی) Analytical Indices of the Kitab, Al- Ikdal- Faradb Muhammad b, Abd Rabbih, (2 Volumes), Woolner Commemoration Volume.

۳۷۔ رام لال؛ ادیب و افسانہ نگار۔ رام لال نے اپنا ادبی سفر ۱۹۴۳ء میں شروع کیا تھا۔

۳۸۔ مجلّہ تحقیق؛ پنجاب یونیورسٹی کے کلیۂ علومِ اسلامیہ و ادبیاتِ شرقیہ کا علمی ترجمان ہے۔ اس مجلّے کا اجرا ۱۹۷۸ء میں ہوا۔ ڈاکٹر وحید قریشی اس کے بانی مدیر تھے۔ یہ مجلّہ اب شائع ہوتا ہے لیکن پہلے کی طرح باقاعدگی سے نہیں۔

۳۹۔ عزیز نصراللہ خان: (۱۸/فروری ۱۸۹۷ء۔۲/جولائی ۱۹۷۴ء) شاعر، ادیب، صحافی۔ جائے پیدائش؛ گوجرانوالہ۔ دسویں تک تعلیم گوجرانوالہ ہی میں حاصل کی۔ تدریس سے ملازمت کا آغاز کیا۔ کالج کے زمانے میں ’’الہلال، ہمدرد، اور زمیندار‘‘ کی نگارشات سے متاثر ہوکر صحافت کا پیشہ اپنایا۔ ۱۹۲۸ء میں مشہور ہفتہ وار مدینہ (بجنور) کے مدیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں لاہور واپس آ گئے۔ یہاں زمیندار کی شعبۂ ادارت میں کام ملا۔ ۱۹۳۷ء میں اپنا ذاتی ہفت روزہ پاسبان جاری کیا۔ ۱۹۳۸ء میں ہفت روزہ زمزم کے مدیر اور ۱۹۴۸ء میں روزنامہ تسنیم کے مدیر رہے۔ ۱۹۵۵ء میں اپنا ہفتہ وار ایشیا جاری کیا۔ تصانیف: شعری مجموعے؛ تیر و نشتر، کاروانِ شوق، نثری مجموعے؛ سیرتِ امام احمد بن جنبل، اسلامی زندگی۔ (بحوالہ: مالک رام، ’’تذکرۂ معاصرین، الفتح پبلی کیشنز راولپنڈی، ۲۰۱۰ء، ص۔ ۷۴۰، ۷۴۱)

۴۰۔ کلم مسکین احسن: (۱۹۲۳ء ۔ ۱۱/ستمبر ۱۹۷۶ء) جائے ولادت؛ لکھنؤ۔ صحافی و ادیب۔ ابتدائی تعلیم مولانا نجم الحسن کی نگرانی میں پرتاب گڑھ میں پائی۔ الہ آباد یونی ورسٹی سے عربی میں ایم اے کیا۔ ایک عرصے تک مرکزی حکومت کے ریڈیو مانیٹرنگ سیکشن میں ملازم رہے۔ بعد میں سرکاری ملازمت ترک کر کے لکھنؤ کے روزنامہ قومی آواز سے منسلک ہوئے۔ تقسیم کے بعد لاہور آئے۔ یہاں روزنامہ ملت میں ملازم ہو گئے۔ ۱۹۵۵ء میں روزنامہ نوائے وقت کے عملۂ ادارت میں شامل ہوئے۔ ۱۹۶۰ء میں روزنامہ مشرق جاری ہوا، تو اس سے وابستہ ہوگئے۔ پہلے نائب مدیر اور پھر مدیر مقرر ہوئے۔ جوانی ہی میں ۳۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس لیے کوئی شعری یا نثری مجموعہ منظرِ عام پر نہ آسکا۔ (بحوالہ: مالک رام، ’’تذکرۂ معاصرین، الفتح پبلی کیشنز راولپنڈی، ۲۰۱۰ء، ص۔۸۱۴)

۴۱۔ جعفر طاہر؛ اصل نام؛ سید جعفر علی (۲۹/مارچ ۱۹۱۷ء ۔ ۲۵/مئی ۱۹۷۷ء) جائے ولادت و جائے وفات؛ طاہر آباد جھنگ۔ معروف اردو شاعر، ادیب، براڈ کاسٹر، کینٹور کے نئے اسلوب کے بانی۔ شعری کتب: زلفِ الہام، سلسبیل (مذہبی قصائد) ہفت کشور (کینٹور۔ ۱۹۶۲ء)۔ (ماخذ۔ ہمارے اہل قلم، اردو ادب اور عساکر پاکستان)

۴۲۔ جسٹس ایس اے رحمٰن: اصل نام؛ شیخ عبد الرحمٰن، (۴/جون ۱۹۰۳ء، ۱۱/فروری ۱۹۷۹ء) جائے ولادت؛ وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ، جائے وفات؛ لاہور۔ نامور ماہر قانون دان، شاعر، ادیب، مترجم اقبال، ادب نواز۔ چیف جسٹس آف پاکستان (۱۹۶۸ء)، چیئرمین ٹربیونل برائے اگرتلہ سازش (۱۹۶۸ء)، کسٹوڈین متروکہ املاک (۵۲۔۱۹۵۵ء)۔ وائس چانسلر جامعہ پنجاب لاہور (۵۲۔۱۹۵۰ء)، چیف جسٹس پنجاب ہائی کورٹ (۵۵۔۱۹۵۴ء)، چیف جسٹس مغربی پاکستان ہائی کورٹ (۶۳۔۱۹۵۵ء)، سابق چیئرمین مرکزی اردو بورڈ، سابق ڈائریکٹر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک کلچر، لاہور۔ کتب: سفر (مجموعہ کلام)، خیابانِ نو (مجموعہ کلام)، ترجمان اسرار (منظوم اردو ترجمہ اسرار خودی)۔ اعزازت؛ ہلالِ پاکستان، ہلالِ قائد اعظم۔ (ماخذ: وفیاتِ ناموران پاکستان، ص ۳۱۵)

۴۳۔ وزیر الحسن عابدی: (۲۵/دسمبر ۱۹۱۳ء۔ ۱۶/دسمبر ۱۹۷۸ء) جائے ولادت؛ پیدی ضلع بجنور، جائے وفات؛ لاہور۔ فارسی زبان و ادب کے

ممتاز سکالر، استاد، محقق، مترجم، مصنف۔سابق پروفیسر یورنی ورسٹی اورینٹل کالج لاہور۔ افسوس ، ہنوز آپ کی علمی خدامت پر قابل ذکر کام نہیں ہوا۔ آپ کے بیش قیمت کتاب خانے کے نوادرات بیت الحکمت کراچی میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ تصانیف: مقالات، منتخبہ (۲ جلد) ، افادات غالب، ترجمہ؛ کوروش اعظم ، ارمغانِ دانش گاہ (فارسی مقالات، ترتیب ۔ (ماخذ: وفیاتِ ناموران پاکستان)

۴۴۔ عزیز احمد: (۱۱/نومبر۱۹۱۳ء ۔ ۱۶/ دسمبر ۱۹۷۸ء) جائے ولادت؛ عثمان آباد ضلع بارہ بنکی۔ جائے وفات؛ ٹورانٹو کینیڈا۔ممتاز افسانہ نگار، ناول نویس، مورخ، نقاد، مترجم، اسلامی تاریخ وثقافت کے معروف سکالر۔استاد انگریزی جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن (۴۹۔۱۹۴۷ء)۔محکمہ تعلقات عامہ وزارت امور کشمیر سے وابستگی (۵۷۔۱۹۵۰ء) ۔ استاد اردو اورینٹل سکول لندن (۶۲۔۱۹۵۷ء)، پروفیسر شعبہ اسلامیات ٹورانٹو یونی ورسٹی (۷۸۔۱۹۶۲ء) ۔ افسانوی مجموعے: رقص نا تمام۔ بیکار دن بیکار راتیں، ۔ آب حیات۔ ناول: ہوس۔ آگ۔ ایسی بلندی ایسی پستی۔شبنم۔گریز۔ مرمر اورخون۔تنقیدی کتب: ترقی پسند ادب۔ اقبال اور پاکستانی ادب۔ اقبال نئی تشکیل۔ (ماخذ: وفیاتِ ناموران پاکستان ،ص ۵۴۵)

۴۵۔ رازق الخیری: (۱۹۰۰ء۔ ۲۴/ دسمبر ۱۹۷۹ء)، فرزند؛ علامہ راشد الخیری۔ جائے ولادت؛ دہلی، جائے وفات، پاپوش نگر کراچی۔ ممتاز اردو ادیب، صحافی، افسانہ نگار، سفرنامہ نگار، مزاح نگار، محقق، مدیر؛ عصمت، جوہرنسواں، کراچی۔ کتب: رسول اکرمؐ کی بیٹاں۔ سیدہ کی بیٹی۔ سفرنامہ مشرقی پاکستان۔ ابوجہل اور عکرمہ۔ سفرنامہ مشرق وسطی۔ مسلمانوں کی مائیں۔ سوانح علامہ راشد الخیری۔ (ماخذ: وفیاتِ ناموران پاکستان ،ص ۳۱۰)

۴۶۔ سید صفدر حسین: پورا نام؛ ڈاکٹر سید صفدر حسین زیدی (۱۲/مئی ۱۹۱۹ء۔ ۱۵/جنوری ۱۹۸۰ء) جائے ولادت ، تسہ تحصیل جانسٹھ ضلع مظفرنگر (یوپی)۔جائے وفات ، لاہور۔ ممتاز ماہر تعلیم، مرثیہ گو شاعر، محقق، ادیب، مترجم، نقاد، سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج اصغر مال راولپنڈی، سابق ناظم تعلیم، راولپنڈی ڈویژن و سررشتہ پنجاب سابق چیئرمین سرگودھا تعلیمی بورڈ۔ شعری کتب: رقص خیال، رقص طاؤس، رقص کواکب، چراغ دیر وحرم، نگارِ غزل، مرقع جمال، آداب جنوں، جلوہ تہذیب۔ نثری کتب: زندگی اور ادب شاہان اودھ کے عہد میں، لکھنؤ کی تہذیبی میراث، کارنامہ انیس سید التاریخ، تاریخ سادات بارہہ۔ (ماخذ: وفیاتِ ناموران پاکستان ،ص ۴۲۵)

۴۷۔ جگن ناتھ آزاد: (پ: ۵/ دسمبر ۱۹۱۸ء ، م: ۲۴/ جولائی ۲۰۰۴ء) جائے پیدائش: عیسیٰ خیل (میانوالی) ، والد کا نام لالہ تلوک چند محروم۔ بھارت کے نامور محقق ، نقاد، اقبال شناس، افسانہ نگار، شاعر، تلمیذ: تاجور نجیب آبادی (اصل نام: احسان اللہ خاں)۔ جگن ناتھ آزاد نے پہلے محکمہ حکومتِ ہند کے محکمۂ اطلاعات میں ملازمت کی۔ جموں یونی ورسٹی میں استا، صدرِ شعبہ اور پروفیسر امریطس رہے۔ تصانیف: اقبال اور اس کا عہد، اقبال اور مغربی مفکرین، اقبال او رکشمیر، فکرِ اقبال کے بعض اہم پہلو، اقبا ل کی کہانی، محمد اقبال، ایک ادبی سوانح حیات، مرقع اقبال، بیکراں، ستاروں سے ذرّوں تک، جنوبی ہند میں دو ہفتے، جاوداں، انشانِ منزل، خاوراں۔